اسلامی تہذیب و ثقافت میں
فارسی زبان کا حصّہ

ڈاکٹر مہدی محقق

ترجمہ : محمد اصغر نیازی

حضرات!

فارسی زبان کی خدمات پر گفتگو کرنے سے پہلے عنوان مقالہ کے بارے میں ایک لفظی اختلاف کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ میرے خیال میں پیش نظر مقصد سے کامل مطابقت کے لیے عنوان "مشارکۃ اللغۃ الفارسیہ" کی بجائے "مشارکۃ الایرانیین" ہوتا تو موضوع کے زیادہ قریب ہوتا۔ وجہ اس کی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ اہل فارس جب اسلام سے مشرف ہوئے تو ان کے اکثر و بیشتر علماء نے عربی زبان سیکھ کر اپنے نتائج فکر و نظر اسی زبان میں قلمبند کیے کیونکہ اس وقت دین کے بارے میں کسی اور زبان میں کچھ لکھنے کا کوئی تصور نہ تھا۔ مشتے از خروارے ہم ان میں سے چند ایک کا بطور مثال ذکر کریں گے۔

۱۔ محمد بن جریر الطبری : ایک نامور مفسر و مورخ
۲۔ محمد بن ذکریا الرازی: مشہور فلسفی اور مفکر
۳۔ امام محمد الغزالی : مشہور صوفی، فلسفی اور معلم
۴۔ شمس الائمہ السرخسی : مایہ ناز عالم دین

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے کتاب الانساب للسمعانی اور آلافامن علماء الاسلام من مدن ایران ....)

یہی نہیں بلکہ آج بھی کئی معاصر علماء عربی زبان ہی میں اپنے رشحات منظر عام پر لا رہے ہیں مثال کے طور پر:۔

اقبالیات

۱۔ آیت اللہ سید ابوالقاسم الخوائیؒ، صاحب معجم رجال الحدیث وطبقات

۲۔ آیت اللہ سید محمد حسین طباطبائی: صاحب المیزان فی تفسیر القرآن

۳۔ الشیخ آقا بزرگ الطہرانی: صاحب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ

۴۔ آیت اللہ سید حسن البجنوری: صاحب القواعد الفقہیہ

ان سب پر مستزاد امام الانقلاب آیت اللہ سید روح اللہ خمینی کا نام نامی ہے جنہوں نے پانچ جلدوں میں کتاب البیع اور دو جلدوں میں اصول الفقہ تصنیف کیں۔ شیخ اکبر ابن العربی کی مایہ ناز کتاب فصوص الحکم کی شرح اور حاشیہ بھی ان کے قلم سے نکلا ہے۔ بہر حال اور بھی کئی لوگوں نے عربی زبان میں لکھا اور خوب لکھا ہے اور ایسے بھی کئی ہیں جنھوں نے عربی و فارسی دونوں زبانوں کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔

اس مختصر سے مقدمے کے بعد ہم اصل عنوان کی طرف لوٹتے ہیں۔ فارسی زبان دنیا بھر کی اہم زبانوں میں سے ایک ہے اور اپنا ایک تاریخی پس منظر رکھتی ہے۔ اس کی صرف و نحو اور بلاغت کے قواعد و ضوابط محکم اور اس کی ادبی بنیادیں بے حد مضبوط ہیں۔ اس لیے یہ وسیع لسانی اور تہذیبی اثر و نفوذ کے باوجود مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بالکل محفوظ رہی ہے۔ ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ اس سلسلے میں کہتے ہیں:

"ہمیں معلوم ہے کہ دنیا کے بہترین علما ایرانی (الفرس) لیکن ان سے بھی برتر اہل فارس کے خطیب ہیں۔ ان کا انداز تکلم شیریں تر، تاثیر کلام شدید تر ہے۔ بطور خاص اہل مرو تو مجمع پر چھا جانے والے ہیں۔ اگر ان کی فصاحت و بلاغت، معجز بیانی، لغت شناسی اور علم و دانش کے مراتب اور تشبیہات و مترادفات کے بارے میں کچھ جاننا مقصود ہو تو "سیر الملوک" کو ایک نظر دیکھ لو۔"

مشہور مؤرخ المسعودی اہل فارس کے تاریخی حوالوں اور مثالوں سے اس کتاب "سیر الملوک" کی افادیت و اہمیت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ کتاب ملوک فارس کے خزانوں سے ملنے والی نادر کتابوں میں سے ایک ہے جسے ہشام بن عبدالملک بن مروان کے لیے فارسی سے عربی میں منتقل کیا گیا۔"

المسعودی کے اس بیان کی تائید ابی عبادہ البحتری کے ایک قصیدے سے بھی ہو جاتی ہے جس میں وہ ایوان کسری کی تعریف کرتا ہے۔

اسلامی تہذیب و ثقافت میں فارسی زبان کا حصّہ

علماء اسلام نے فارسی زبان پر ہمہ گیر اثر و تاثیر کے بارے میں جابجا واضح اشارے کیے ہیں، چند ایک کے تاثرات کا حوالہ وضاحت مطلب کے لیے مفید ہوگا۔ ابوہلال العسکری فرماتے ہیں:

"کسی ایک زبان کی فصاحت و بلاغت، اس کے الفاظ و معانی کے استعمالات اور دروبست سے کامل شناسائی کے بعد کسی دوسری زبان کی طرف رجوع کرنا آسان ہوتا ہے اور اس نئی زبان کی نزاکتوں کو سمجھنا دشوار نہیں رہتا۔ یہ بات طے ہے کہ ترسیل و ترتیب معانی اور تصحیح و تزئین الفاظ کی کامل معرفت کے بغیر صنعت کلام کی کامل معرفت ممکن نہیں۔"

ابوبکر یحیی الصولی کہتے ہیں:

"یحیی برمکی کے سامنے ایک عرب اور ایک ایرانی کے درمیان لغت کے استعمالات اور مترادفات پر مناظرہ ہوگیا اور ایرانی نے اپنے زبان کی ہمہ پہلو وسعت اور اس کی گہرائی اور گیرائی کی ایسی ایسی نادر مثالیں دیں کہ بیچارے عرب نے چپ سادھ لینے ہی عافیت سمجھی۔ اخیر سے یحیی بن خالد برمکی نے یہ کہہ کر بات ہی ختم کر دی کہ زبان تو رہی ایک طرف ہم تمہارے اور تمہاری کسی شئے کے محتاج نہیں بلکہ ہم وہ سب کچھ رکھتے ہیں جو تم ہزاروں ہزار سال بلکہ اس سے بھی پہلے سے رکھتے چلے آرہے ہو۔"

احمد بن طاہر المعارف ابن طیفور یحیی بن الحسن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے فارسی سیکھنے کے لیے بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک استفسار پر انھوں نے بتایا[۶]۔

زبان ہمارے (عربوں کے) لیے ہے اور معانی ان (اہل فارس) کے لیے، یعنی صنعت کلام فارسی کا طرۂ امتیاز ہے۔ تاہم ایرانی علماء نے عربی زبان سیکھنے کے لیے عربوں کے فارسی سیکھنے کی نسبت بہت محنت کی کیونکہ یہ قرآن کی زبان ہے تاہم فارسی زبان بھی ہمیشہ سے افکار و خیالات کے اظہار کا مستقل ذریعہ رہی ہے، خصوصاً اپنی لازوال شاعری کی وجہ سے قیامت تک زندہ رہے گی۔ الجاحظ اس سلسلہ میں شاہد عادل ہیں:

"موسیٰ بن سیار الاسواری زبان و ادب کی دنیا میں عجائب میں سے تھا، وہ عربی فارسی، دونوں زبانوں میں ایک جیسی دسترس رکھتا تھا اور کوئی بھی یہ فیصلہ نہیں کرسکتا کہ فصاحت و بلاغت میں اس کی کون سی زبان دوسری سے بڑھ کر ہے۔"

اسی طرح شاعروں میں سے کچھ دونوں زبانوں میں بیک وقت ایک ہی طرح کے خیالات یکساں مہارت سے نظم کر دیتے ہیں اور کئی تو دونوں زبانوں میں ارتجالاً کہا کرتے تھے مثال کے طور پر ابو جعفر الامداری کا نام لیا جا سکتا ہے جس نے پہلے اپنے قصیدے عربی میں کہے اور پھر انھی اشعار کو اسی وزن اور اسی ردیف قافیے کی قید میں فارسی زبان میں منقلب کر دیا۔ اس کے علاوہ کچھ اپنے فارسی اشعار کا عربی اشعار میں ترجمہ کر دیا کرتے تھے۔ الثعالبی کہتے ہیں، جناب بدیع الزماں اپنے نادر اور اعلیٰ خیالات والے اشعار خود ہی عربی میں ترجمہ کر دیا کرتے تھے۔ جاحظ کہتے ہیں الاعرابی فارسی کلام کے دلفریب مترادفات سے اپنے کلام کو زینت دیتے تھے۔ عباسی دور کے العتّابی نے خلیفہ ہارون الرشید کی مدح میں ایک قصیدہ کہا جس میں فارسی الفاظ و تراکیب بڑی چابک دستی سے استعمال کیں۔

اہلِ عرب اور اہلِ فارس کے لسانی اور ادبی بنیادوں پر ایک دوسرے سے تعلقات اور ان کے حوالے سے ان کی زبانوں کے ایک دوسرے پر اثر و تاثیر اور اخذ و نفوذ کے بارے میں ان چند تعارفی باتوں کے بعد ہم اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم ان ایرانی علماء کا ذکر کریں گے جنھوں نے عربی و فارسی دونوں زبانوں میں یکساں مہارت سے کام کیا۔ پھر ان کتابوں کا ذکر کریں گے جن کا قرونِ وسطیٰ میں عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوا۔

یہاں جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات بطور خاص: البیرونی نے کہیں لکھا ہے کہ کوئی علمی کتاب جب فارسی میں منتقل ہوتی ہے تو جیسے اس کا حسن اور رونق غارت ہو جاتی ہے۔ اصل میں تو یہ زبان قیصر و کسریٰ کی خوشامد در امداد رات کے وقت کو پُرکیف بنانے والے قصّے کہانیوں کے لیے کسی حد تک موزوں ہو سکتی ہے لیکن ٹھوس علمی اور عقلی باتیں کماحقہا ادا کر سکنا اس کے بس کا روگ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب البیرونی نے یہ تیر اپنے وقت کے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے چلایا ہوگا لیکن خطا گیا اور ہوا ہی میں رہ گیا۔

بہرحال ہم اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں اور قرآن کریم کے ذکرِ جمیل سے اپنی بات شروع کرتے ہیں:

سب سے پہلے فارسی تفاسیر کا تذکرہ: اب یہ بات مصدقہ ہے کہ فارسی میں عربی سے ہونے والا سب سے پہلا ترجمہ سورۃ فاتحہ کا تھا اور بقول شمس الائمہ السرخی اس ترجمے کی ضرورت اس لیے پڑی کہ امام اعظم ابو حنیفہ نے نماز میں فارسی قرأت کو جائز قرار دے دیا تھا۔ روایت ہے

کہ اہلِ فارس نے حضرت سلمان بن اسلام فارسی سے سورۃ فاتحہ کے ترجمے کی استدعا کی تاکہ وہ عربی لہجے سے مانوس ہونے تک اس کی فارسی ہی میں تلاوت کر سکیں۔ نیز۔ النرشخی کے قول کے مطابق بخارا کے لوگ صدرِ اسلام میں نماز میں قرآن کی قرأت فارسی زبان میں کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ نماز باجماعت میں مکبر حضرات رکوع و سجود کا اعلان فارسی زبان ہی میں کرتے تھے۔ اس کے برعکس بعض علماء مثلاً ابی حاتم الرازی دعویٰ کرتے ہیں کہ:

اہلِ قرآن نے اس بات کی طرف کسی کو رغبت ہی نہیں دلائی کہ وہ قرآن کی عربی کا کسی اور زبان میں ترجمہ کرے۔ کیونکہ ان کے خیال میں ایسا ممکن ہی نہیں حالانکہ جب کچھ لوگ یہ ہمت کر بیٹھے تو قرآن کی تعلیمات ان کے ہاں بڑی تیزی سے رواج پاگئیں اور قرآن جیسے ان کی زبانوں پر خود بخود جاری ہوگیا۔ البتہ ان پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ عربی زبان واقعی کامل و اکمل ہے اور باقی سب زبانیں اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔

محمد بن جریر الطبری کی تفسیر الکبیر کو تصنیف ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ امیر السامانی منصور بن نوح نے چوتھی صدی کے نصف آخر میں ماوراء النہر کے علماء کی ایک کثیر تعداد کو جمع کر کے ان سے کلام اللہ کے عربی سے فارسی میں ترجمہ کا فتویٰ حاصل کیا پھر اعلیٰ پائے کے مترجم حضرات کا انتخاب کر کے تفسیر الطبری کے ترجمے کا کام ان کے سپرد کیا۔ اس کے بعد تو فارسی تفاسیر کثرت سے منظرِ عام پر آنے لگیں۔ چند ایک کا حوالہ بے محل نہ ہوگا۔

۱۔ تفسیر کشف الاسرار و عدہ الابرار:

مرتبہ ابی الفضل رشید الدین المبیدی

۲۔ تفسیر روح الجنان و روح الجنان

مرتبہ الشیخ ابی الفتوح الرازی (قم کے چھٹی صدی کے ایک جید عالم)

۳۔ تفسیر سور آبادی

مرتبہ ابی بکر عتیق بن محمد الہروی السور آبادی (فوٹوگرافک نسخہ)

۴۔ بخشی از تفسیر کہن (قدیم تفسیر کا ایک حصّہ)

تحقیق محمد روشن مع مقدمہ از الاستاد مجتبیٰ مینوی تہران ۱۳۵۱ ق

۵۔ تفسیر نسفی

ابو حفص نجم الدین عمر نسفی

اس کے علاوہ تفسیر کے شعبے میں اور بھی کام ہوا جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

اسی طرح مفردات القرآن کے موضوع پر بھی فارسی میں بے مثال کام موجود ہے مثلاً لسان التنزیل میں مصنفات القرن الخامس تحقیق مہدی محقق اور تراجم الاعاجم تحقیق مسعود قاسمی۔ اس کے علاوہ اور بھی کام ہوا۔

اب ہم حسب وعدہ ان علماء کی فارسی کتب کا ذکر کریں گے جن کی عربی تصنیفات نے بھی بہت شہرت پائی۔

۱۔ ابن سینا: عربی میں کتاب الشفا، فارسی میں دانش نامہ

۲۔ فخر الدین رازی: عربی میں الاربعین فی اصول الدین اور فارسی میں البراہین البہائیہ۔

۳۔ صدر الدین الشیرازی؛ عربی میں الاسفار الاربعہ، فارسی میں رسالہ سہ اصل۔

۴۔ الغزالی الطوسی، عربی میں احیا العلوم اور فارسی میں نصیحۃ الملوک۔

۵۔ عبدالرحمٰن جامی، عربی میں الفوائد الضائیہ فی شرح الکافیہ اور فارسی میں بہارستان۔

اس کے علاوہ اور بھی بیسیوں ایسے مشاہیر مصنفین ہیں جنھوں نے عربی و فارسی دونوں زبانوں میں کام کیا۔

وہ کتابیں جن کا عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوا۔

۱۔ ترجمہ شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام

مرتبہ: ابی قاسم جعفر بن شمس الدین محقق الحلی

ترجمہ: ابو القاسم بن احمد الیزدی

۲۔ ترجمہ کتاب الملل والنحل

مرتبہ: ابی الفتح محمد بن کریم الشہرستانی

ترجمہ: مصطفےٰ خالق داد ہاشمی

۳۔ ترجمہ الرسالہ القشیریہ

مرتبہ: عبدالکریم بن ہوازن القشیری

ترجمہ: ابو علی حسن بن احمد عثمانی

۴۔ ترجمہ کتاب الحکمۃ الخالدہ، کتاب المبداء والمعاد، کتاب المقامات۔

۵۔ ترجمہ السیرۃ النبویہ

اسلامی تہذیب وثقافت میں فارسی زبان کا حصہ

مرتبہ : ابن ہشام

اس کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں مشہور عربی کتب کا فارسی میں ترجمہ ہوا

آخر میں مختلف موضوعات پر چیدہ چیدہ فارسی کتب کے ذکر کے بجائے صرف موضوعات کے حوالے پر اکتفا کیا جائے گا تاکہ بحث طول نہ پکڑ لے۔

(الف) قوامیس اللغات عن العربیہ الا الفارسیہ (۹۱ اہم کتابیں)

(ب) التاریخ (۱۳۰ اہم کتابیں)

(ج) التواریخ المحلیہ (مقامی اور علاقائی تاریخیں) (۱۱ اہم کتابیں)

(د) التصوف والعرفان۔ اس موضوع پر فارسی میں بے انت کام ہوا ہے۔ جو ہر لحاظ سے بے مثال ہے۔ ۳۶ کتابیں تو وہ ہیں جو حوالے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس کے علاوہ تقریباً ہر اس موضوع پر کتابیں منصہ شہود پر آئیں جن کا کسی نہ کسی حوالے سے اسلامی تہذیب وثقافت کی پیش رفت سے تعلق تھا بلکہ فارسی زبان میں اس قدر نادر کتابیں لکھی گئیں کہ انھیں پڑھ کر ایرانیوں کی جودتِ طبع، نکتہ سنجی اور نکتہ رسی کا بڑا گہرا احساس ہوتا ہے۔ انقلابِ جدید کے بعد جس زور وشور سے علوم وفنون کی تشکیلِ نو کا جذبہ پیدا ہوا اور حکومت جس طرح اس کی سرپرستی کر رہی ہے تو امید کی جا سکتی ہے کہ وہ کام جو اسلامی تہذیب و ثقافت کی علمی اور عملی تعمیرِ نو کے بارے میں ہونا باقی تھا، پورا ہو جائے گا۔

AL-TAWḤĪD

A Quarterly Journal of Islamic Thought and Culture

A quarterly journal published by Sāzmān-e Tablīghāt-e Islāmī, Tehran, Islamic Republic of Iran. Contains articles on Qur'ānic studies, ḥadīth (tradition), Islamic philosophy and 'irfān (mysticism), fiqh and uṣūl (law and jurisprudence), Islamic history, economics, sociology, political science, comparative religion, etc., and reviews on books on related topics. Launched in 1983, the journal is in the third year of publication.

Scholars from all over the world are invited to contribute to the journal.

All contributions and editorial correspondence should be sent to:

The Editor, Al-Tawḥīd (English), P. O.Box 14155-4843, Tehran, Islamic Republic of Iran.

Distributed by:

Orient Distribution Services
P.O.Box 719, London SE26 6PS, England

Subscription Rates (inclusive of postage):

	Per copy	Annual Subscription
Institutions & Libraries	£ 3. 75	£ 15.00
Individuals	£ 2. 50	£ 10.00
Back copies	£ 4. 00	